© rasailojaraid.com

اینگلیکن کلیسیائی مجلس (synod) کی طرف سے ارضِ مقدس کے لیے پُرامن حل کی حمایت

15 جولائی کے اجلاس میں جذباتی مباحثے کے بعد اینگلیکن کلیسیائی مجلس نے 4 کے مقابلے میں 285 ووٹوں کی اکثریت سے ایک قرارداد منظور کی۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ "اس حقیقت کے پیش نظر کہ ارضِ فلسطین تینوں وحدانی مذاہب کے لیے متبرک ہے۔ نیز مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی میں بدامنی پائی جاتی ہے، کلیسیائی مجلس ملکہ معظمہ برطانیہ کی حکومت کی ان تمام کوششوں کی حمایت کرتی ہے جو وہ اسرائیل کو فلسطینی عوام کے ساتھ منصفانہ اور پرامن حل کے لیے گفت وشنید پر آمادہ کرنے کے لیے کررہی ہے۔"

کینن مائیکل واکر نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ اسرائیلی پروپیگنڈے سے بالاتر ہوکر حالات کا جائزہ لیا جائے۔ مشرقِ وسطیٰ میں برطانیہ کا اثر ورسوخ اب بھی قائم ہے کیونکہ "ہمیں ایک ایسی قوم خیال کیا جاتا ہے جو مشرقِ وسطیٰ میں ایک طویل مدت تک بااثر رہنے کے باعث اس علاقے کی سیاست ومعاشرت کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔" کلیسیائی مجلس ارضِ مقدس میں آباد اینگلیکن اور دیگر عیسائیوں سے توقع رکھتی ہے کہ ان کے طرز عمل سے احساس ہونا چاہیے کہ چرچ نے صورت حال کا خیال رکھا ہے۔

شیفیلڈ کے صدرِ کلیسیا محترم جان گلیڈون نے کہا کہ بیسویں صدی کی سامیت مخالف تحریک کی جڑیں "عیسائیت کی تاریخ میں بہت گہری ہیں۔" اور کوئی حل باہر سے مسلّط نہیں کیا جاسکتا۔ کینن رے ایڈمز نے بتایا کہ فلسطینی عیسائی اس علاقے سے جا رہے ہیں۔ سینٹ ایڈمنڈسبری اور اپ سچ کے بشپ محترم جان ڈینس نے کہا کہ چرچ دونوں اطراف کے معتدل عناصر کی حمایت کرکے، اور دعاوں کے ذریعے موجودہ خوف کی فضا سے عہدہ برآء ہوسکتا ہے۔

یارک کے ایان سمتھ نے کہا کہ ماضی میں یہودیوں پر توڑے گئے مصائب کے احساسِ جرم نے بہت سے عیسائیوں کو اس بُری طرح متاثر کیا ہے کہ عیسائیت کی بنیادی صداقتوں کے بارے میں ان کے رویے میں اتنی نرمی پیدا ہوگئی ہے کہ وہ بڑی حد تک ملحد اسرائیلی حکومتوں کی حمایت کرتے ہیں اور فلسطینیوں کے خلاف ظلم وتشدّد کو نظر انداز کردیتے ہیں۔ کوونٹری کے بشپ محترم سائمن بیرنگٹن وارڈ نے کہا کہ ہمیں فلسطینیوں کی بھرپور امداد کے لیے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چیمسفورڈ کے ٹونی ہیگٹن نے سالسبری کی یہودی النسل عیسائی نمائندہ خاتون کے ساتھ ہم آواز ہو کر کہا کہ اس قرارداد کو اسرائیل کے لیے سرزنش خیال کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے قرارداد کو نرم کرنے کے لیے ترمیم تجویز کی جس کے مطابق اسرائیلیوں اور فلسطینیوں پر زور دیا گیا کہ وہ تشدّد سے اجتناب کریں۔ نیز منصفانہ اور پرامن حل کے لیے باہم مذاکرات کریں۔ شیفیلڈ کے کینن ڈیرک گِبز چاہتے تھے کہ کلیسیائی مجلس "اگلے موضوع کی طرف بڑھے" تاکہ رائے شماری کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ تاہم دونوں تجاویز کثرت رائے سے مسترد کردی گئیں۔ (رپورٹ۔ چرچ ٹائمز)

افریقہ

نائجیریا: "شیطان" نے تمام اسلامی ملکوں کو جھوٹے مذہب کا اسیر بنا رکھا ہے۔

(پال گفورڈ زمبابوے یونیورسٹی کے سابق لیکچرار ہیں۔ وہ "عیسائیت: برائے نجات یا برائے غلامی؟" سمیت عیسائیت پر متعدّد کتابوں کے مصنّف ہیں۔ ان کا ایک مضمون کیتھولک ہفت روزے The Tablet اور Ecumenical Press Service میں شائع ہوا ہے۔ نائجیریا میں عیسائیت کی نمایاں نوعیت کے بارے میں مضمون کی تلخیص ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔)

"عیسائیت کی ایک خاص قسم جو نائجیریا میں غیر معمولی رنگ اختیار کرتی جارہی ہے، اس پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں میرے خیالات اس پہلو پر مرکوز رہیں گے۔ عیسائیت کی یہ وہ قسم ہے جس میں تنازعے کی صورت مضمر ہے۔ یہ عیسائیت مسلمانوں کو شیطانی مملکت کا حصّہ یا انہیں شیطان کا آلہ کار خیال کرتی ہے۔ حال ہی میں "who is this Allah?" (یہ اللہ کون ہے؟) کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک مسیحی کتاب میں یہ نقطۂ نظر بڑی تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں مصنّف جی۔ موشے نہایت بھونڈے انداز میں کہتا ہے کہ اللہ حقیقت میں شیطان ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "شیطان نے تمام اسلامی ملکوں کو جھوٹے مذہب اور آسیبی اثرات کا اسیر بنا رکھا ہے۔" اسی رو میں بہتے ہوئے وہ مزید کہتا ہے کہ

© rasailojaraid.com